

قسط 2

حوریہ کے کمرے میں داخل ہوں تو اس وقت وہ تینوں بیڈ پر اوندھے منہ لیٹے زارا کا بنایا پاستا جو کافی سارا بچ گیا تھا اور چپس کے کچھ پیکٹس بیچ میں رکھے ٹی وی میں فروزین دیکھنے میں مشغول تھیں یہ زارا کی فیورٹ مووی تھی تو اسکے اسرار پر ہی وہ لگائی گئی تھی۔ اسکو ہمیشہ سے وہ برف کی رانی بہت پسند تھی اسکا مانا یہ تھا کہ شہزادی بغیر کسی شہزادے کے بھی اپنی زندگی میں خوش رہ سکتی ہے ضروری نہیں کہ کوئی شہزادہ زندگی میں لازم ہو۔

تو اسکی اس منطق سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ اسکو نہ کسی شہزادے میں کبھی کوئی دلچسپی رہی ہے اور نہ ہی شادی کا کوئی شوق۔۔ باقی لڑکیوں سے مختلف۔۔ یو نو۔۔!

اسی اثنا میں مرزا کا فون رنگ ہوا تو مرزا کی مام کی کال تھی۔۔ نام دیکھتے ہی وہ تینوں سیدھی ہو بیٹھیں اور مووی اسٹاپ کر کے حوریہ نے کال ریسیو کی۔۔

خوشخبری راکٹرز متوجہ ہوں

ہر لکھاری کا خواب ہوتا ہے کہ اس کی تحریر کتابی صورت میں بھی شائع ہو اور انکی کتاب بک شلف کی زینت بنے۔ آپ بھی ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو بہت کم ٹائم اور بہت مناسب قیمت میں آپ کی خواہش کے مطابق بہت عمدہ اور معیاری کوالٹی میں کتابی صورت میں شائع کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔ مزید معلومات کے لئے نیچے دئے گئے ایڈریس پر ابھی رابطہ کریں۔

Prime Urdu Novels Publications

Whatsapp : 03335586927

Email : aatish2kx@gmail.com

"اسلام علیکم آنٹی میں حوریہ کیسی ہیں آپ۔۔"

حوریہ نے حدرجہ میٹھی آواز نکال کر مکھن لگانے کی فل کوشش کی۔۔

"وعلیکم السلام بچہ میں بالکل ٹھیک ماشاء اللہ آج آنٹی کی یاد کیسے آگئی آپکو اور یہ مرحو کہاں

ہے اب تک آئی نہیں گھر ارحا بھی پوچھ رہی تھی اسکا اور میں بھی پریشان ہو رہی تھی۔۔"

نورے کی مہربان اور خوبصورت آواز سپیکر سے ابھری تو زارا نے مرہا کو خود میں ایسے جکڑ لیا جیسے کہیں جانے نہیں دیگی اور اسکے بھرے بھرے دودھیا گال پر بوسہ دے دیا جس پر مرہا کھکھلا کر ہنسی۔۔۔

"نہیں آنٹی آپ تو غلط سوچ رہی ہیں صرف آج نہیں میں تو آپکو روز یاد کرتی ہوں بلکہ جب بھی میں مرہا سے ملتی ہوں آپکی ارحا کی انکل کی سب کی خیریت پوچھتی ہوں سچ۔۔ اور مرہو کو آج ہم نے روک لیا ہے اور یہ دو دن تک روکے گی کیونکہ پرسو بھائی آرہے ہیں تو ماما آپ سب کو بلائیں گی تو جب آپ پرسو آئیں گی تو پھر مرہا آپکے ساتھ چلی جائے گی اور کل میں ارحا کو بھی بلا لوں گی وہ بھی اجاے گی تو مزہ آئیگا اور آنٹی پلیز منع مت کیجیے گا۔۔ پلیز پلیز پلیز۔۔۔"

حوریہ کے پلین کی لمبی تقریر نورے کے فون کے اسپیکر سے ابھری تو ارحا اور نورے دونوں ہنس دیں۔۔۔

" اچھانچے چلو ٹھیک ہے مگر پہلے ارحا سے پوچھ لو کہ وہ آئیگی یا نہیں تم تو جانتی ہو کہاں باہر نکلتی ہے یہ اور میں اب زرا دو تین کام کر لوں ارحا سے بات کر لو اوکے اللہ حافظ۔۔"

نورے کہتی اٹھ کھڑی ہوئیں اور فون ارحا کو تھماتی کچن کی جانب بڑھ گئیں۔۔

" اسلام علیکم۔ کیسی ہیں آپ سب۔۔"

ارحا جو اپنی سفید خوبصورت اِزابیل (بلی) کو گود میں لیے بیٹھی تھی اب مسکرا کر ان تینوں کو سلام کیا۔۔

" وعلیکم السلام اِزابیل کی ماں بتاؤ آوگی ناکل اور اگر منع کیا تو تمھیں آکر اٹھا کر لے جائیں گے۔۔"

اب کے یہ دھمکی زارا کی جانب سے تھی۔۔

" جی جی میں آجاوگی میں نے ایک دفعہ بھی منع نہیں کیا۔۔"

ارحا نے چہکتے ہوئے جواب دیا تو ان تینوں نے سکون کا سانس لیا پھر کچھ دیر میں اسے الوداع کہتے کال کاٹ دی اور پھر تینوں واپس دھپ سے بیڈ پر لیٹ گئیں۔۔

"یار مجھے تو پیاس لگ رہی ہے مرحو یار کچن سے ذرا مجھے پانی کا جگ تو بھر کے لا دو نا پلیز۔۔"

حوریہ نے ایسی مسکینیت سے بولا تو مرحا کی ہنسی چھوٹی پھر وہ سر اثبات میں ہلاتی خالی جگ سائیڈ ٹیبل سے اٹھاتی کچھ کی جانب بڑھ گئی۔۔

مرحا کے کمرے سے نکلتے ساتھ ہی حوریہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر سیدھی بیٹھی اور زارا کو بھی اٹھایا۔۔

"کیا ہو گیا لڑکی تمہیں کیوں کرنٹ لگ رہا ہے۔۔"

زارا نے اس کے جلد بازی کے انداز کو تعجب سے دیکھتے استفسار کیا۔۔

"ارے یار میں نے تمہیں ایک ضروری بات بتانی ہے اسی لیے مرحا کو یہاں سے بھیجا ہے پتہ ہے ایک بہت بڑی گڈ نیوز ہے میرا تو خوشی سے اچھلنے کو دل کر رہا ہے۔۔"

حوریہ نے ایسی چمکتی آنکھوں سے کہا تو زارا بھی تجسس کے باعث آگے کو ہو بیٹھی آخر ایسی کونسی بات ہے بھلا؟...

مرحبا کچن کے اندر داخل ہو ہی رہی تھی کہ کسی سے زور دار تصادم کی صورت میں اسکے ہاتھ سے کانچ کا جگ گرتے گرتے بچا سامنے زوبیہ بیگم اسے خونخوار نظروں سے گھور رہی تھیں۔۔۔

"سوری آنٹی میں نے آپکو دیکھا نہیں سوری آپکو لگی تو نہیں۔۔"

مرحبا نے معذرت کی تو انھوں نے ایک جھٹکے سے اسکو خود سے دور کیا اور گویا ہوئیں۔۔۔

"ہاں تمھاری آنکھیں خراب ہو گئیں ہیں بچے اسی لیے تو میں تمھیں دکھی نہیں اندھی ہو گئی ہو تو ڈاکٹر کے پاس جاو اور یہ معصومیت کا جو لبادہ تم اوڑھے رکھتی ہو نا یہ مت سمجھو کہ میں تمھیں جانتی نہیں ہوں اب تمھارے لیے بہتر یہی ہو گا کہ میرے سامنے کم ہی نظر آنا تم سمجھیں۔۔۔"

وہ اتنے تیز لہجے میں کہتی آگے بڑھ گئیں کہ مرحبا کو سمجھ نہیں آیا یہ ابھی ابھی ہوا کیا ہے آج سے پہلے تو زوبیہ نے کبھی اس سے اس طرح بات نہیں کی تھی پھر اب کیا ہو گیا

-- اسے کچھ برا لگا تھا لیکن پھر یہ سوچتے کہ شاید وہ کسی بات پر پریشان ہوں وہ سر جھٹکتی آگے بڑھ گئی اور جگ میں پانی بھرنے لگی۔۔۔

زوبیہ بیگم بگڑے تنفس کے ساتھ اپنے کمرے کی جانب بڑھ ہی رہی تھیں کے حوریہ کے کمرے کے ادھ کھلے دروازے سے کچھ آوازوں پر ٹھٹک کر رک گئیں۔۔۔

"یار تمہیں پتا ہے میں نے ماما کو ڈیڈ سے کل بات کرتے ہوئے سنا تھا وہ حسن بھائی کے آنے پر سب کو اسلے ایک ساتھ جمع کر رہی ہیں کیونکہ حسن بھائی اور مرحو کے نکاح کی بات کریں گی نورے آنٹی اور نوح انکل (مرحہ کے ڈیڈ) سے میں نے جب سے یہ سنا ہے یقین کرو زارا مجھ سے میری خوشی کنٹرول کرنا مشکل ہو گیا ہے میرا دل چاہ رہا تھا مرحو کو بہت سارا پیار کروں لیکن اسکو ایسے شک نا ہو جائے کیونکہ ابھی مرحو کو اور بھائی کو کوئی نہیں بتائے گا اس بارے میں یہ ان دونوں کے لیے سرپرائزنگ ہو گا پرسو۔۔۔"

حوریہ کے ایک ہی سانس میں خوشی سے متمتاتے چہرے کے ساتھ سب بتانے پر زارا کا بھی اب کچھ حوریہ کے جیسا ہی حال تھا وہ گول ہونٹ کیے جیسے کچھ سوچ رہی تھی اور پھر جلدی سے حوریہ کے گلے لگ گئی۔۔۔

"یہ تو بہت اچھا ہو گیا یار مجھے بھی بہت خوشی ہو رہی ہے اب تو یا اللہ تھینکس آپکا۔۔۔"

زارا اس سے پیچھے ہو کر اب سکون سے بیٹھی تو کچھ یاد آنے پر حوریہ سے گویا ہوئی۔۔۔

"لیکن یار آسیہ تائی تو پہلے منگنی کی بات نہیں کر رہیں تھیں کچھ ٹائم پہلے۔۔۔"

زارا نے اچھنبے سے پوچھا تو حوریہ نے اثبات میں سر ہلایا پھر گویا ہوئی۔۔۔

"ہاں پہلے یہی کہا تھا ماما نے لیکن اب انکا خیال کیسے بدلا یہ میں نہیں جانتی لیکن جو بھی ہوا اچھا ہی ہو گیا۔۔۔"

اسکے کہنے پر زارا نے مسکرا اسے دیکھا تو حوریہ نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔۔۔

کمرے کے باہر کھڑی زوبیہ بیگم کا چہرہ غصے اور حسد سے لال ہو رہا تھا انکا بس نہیں چل رہا تھا کہ مرزا کو جان سے مار دیں۔۔۔

اور دور کہیں شیطان اپنے شر کو مزید پھیلتا دیکھ کر خبیث قسم کا قہقہہ لگا رہا تھا۔۔۔

اسی اثنا میں مرحا پانی کا جگ ہاتھ میں لے کچن سے باہر آتی دکھائی دی تو زوبیہ بیگم اس پر اک کٹیلی نگاہ ڈال کر سڑھیوں کی جانب بڑھ گئیں چونکہ فرقان صاحب گھر آگئے تھے تو انکا جلد از جلد ان سے بات کرنا ضروری تھا وہ ماریا کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی تھیں بلکل نہیں۔۔!

مرحا کمرے میں داخل ہوئی تو خاموشی سے جگ حوریہ کی جانب بڑھایا حوریہ نے بھی اسی خاموشی سے جگ اسکے ہاتھ سے لے کر سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا مرحا نے اسکی حرکت کو اچھنبے سے دیکھا۔۔

"کیا ہوا پانی تو پیو ایسے رکھ کیوں دیا.."

"نہیں اب مجھے پیاس نہیں لگ رہی کیا تمہیں لگ رہی ہے زارا..؟"

حوریہ نے انتہائی بے زاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہاتھ جھلایا اور زارا سے استفسار کیا۔۔

"نہیں تو مجھے بھی نہیں لگ رہی اب اصل میں تم دیر سے آئی ہو نا اسلے ہماری پیاس اڑ گئی چلو اب چھوڑو یہ پانی مووی کمپلیٹ کرتے ہیں آجاؤ۔۔۔"

زارا نے نفی کرتے ساتھ ہی مرزا کا ہاتھ پکڑ کر اسے بیڈ پر گھسیٹا تو وہ ہونقوں کی طرح ارے ارے کرتی رہ گئی۔۔۔

کچھ دیر بعد انکے کمرے سے چہکنے کی آوازیں آ رہیں تھیں جو کافی بھلی محسوس ہو رہیں تھیں۔۔۔

صبح کا سورج نکلا تو دسمبر کے اس ٹھنڈے موسم میں اسکی کرنیں بہت بھلی محسوس ہو رہیں تھیں ویسے تو کراچی میں اتنی سردی پڑتی نہیں ہے مگر جتنی بھی ٹھنڈ ہوتی ہے وہ وہاں کے لوگوں کے لیے کافی ہوتی ہے۔۔۔

ایسی ہی خوبصورت اور مصروف سی صبح اسلم ولا میں بھی اتری تھی چونکہ کل حسن نے آجانا تھا تو تیاریاں جاری تھیں گھر کی ٹھیک سے صفائی اور حسن کے کمرے کی سیٹنگ کھانے پینے

کے لئے انتظامات سب بی اور آسیہ بیگم کر رہیں تھیں۔۔ جبکہ زوبیہ بیگم سر درد کے بہانے اپنے کمرے میں ہی پڑی تھیں۔۔۔

اسی اثنا میں سب ڈانگ ٹیبل پر ناشتے کی غرض سے جمع ہوئے تو حسن کی کال بھی آگئی آسیہ بیگم نے کال ریسیو کی تو اسنے اطلاع دی کے وہ دو گھنٹے بعد فلائٹ کے لیے نکل جائے گا پھر کچھ دیر بات کرنے کے بعد عماد کی خیریت معلوم کر کے آسیہ بیگم نے بعد میں بات کرنے کا کہہ کر رابطہ ملتوی کر دیا۔۔ ناشتے کی ٹیبل پر سربراہی کرسی پر فرقان صاحب انکے دائیں جانب زوبیہ بیگم اور بائیں جانب اسلم خان بیٹھے تھے انکے برابر میں حوریہ مرزا اور زارا ایک ایک کر کے قطار میں بیٹھیں تھیں حوریہ کے سامنے والی کرسی پر ماریا بیٹھی تھی زوبیہ کے برابر میں اور ماریا کے برابر میں مرزا کے سامنے آسیہ بیگم بیٹھیں تھیں بی صبح ہی ناشتہ کر چکی تھیں اسلئے وہ اپنے کمرے میں چلیں گئیں تھیں۔۔۔

چونکہ کل اسلم صاحب اور فرقان صاحب رات گھر آفس سے دیر سے آئے تھے تو زارا اور مرحا کی ان سے ملاقات نہیں ہو سکی تھی اسلئے ان دونوں نے انکو دیکھا تو فوراً ادب سے سلام کیا۔۔۔

اسلم خان نے تو دونوں کو بے حد نرمی سے مسکرا کر جواب دیا البتہ فرقان صاحب نے صرف زارا کی جانب دیکھ کر مسکرا کر جواب دیا اور مرحا کو اس طرح نظر انداز کیا کہ جیسے وہ یہاں موجود ہی نہ ہو مرحا کو یہ بات بری طرح چھپی تھی کہ رات کو زوبیہ آنٹی کا رویہ اور اب انکل بھی اس طرح کیوں کر رہے تھے لیکن پھر اسنے اپنا وہم سمجھ کر سر جھٹک دیا اور ناشتہ کرنے لگی کسی نے اس بات پر زیادہ دھیان نہیں دیا ماریا اپنا ناشتہ کرنے میں مصروف تھی جیسے اسکو اس سب سے کچھ فرق ہی نا پڑتا ہو البتہ زوبیہ بیگم کی شاطری بھوری آنکھیں چمک رہیں تھیں انھوں نے رات اپنے شوہر سے بات کر لی تھی اور اب وہ مطمئن تھیں فرقان صاحب کچھ نا کچھ ضرور کریں گے اب۔۔۔!

تو آپ جاننا چاہیں گے کہ انھوں نے کیا بات کی ہے فرقان صاحب سے۔۔؟

اس سے پہلے کل دوپہر میں ماریا کے کمرے میں چلتے ہیں۔۔

جیسے ہی زوبیہ بیگم نے دھیان دیا کہ ماریا نیند میں کیا بڑبڑا رہی ہے تو وہ ساکت رہ گئیں۔۔

"نہیں ایسا نہیں ہو سکتا ایسا کیسا ہو سکتا میں۔ میں نے اسکا بہت انتظار کیا ہے بہت۔ میں تو اپنے بچپن سے حسن سے محبت کرتی ہوں چچی کو میں کیوں نہیں دکھتی کیا ہے آخر اس مرحا میں جو۔۔ جو مجھ میں نہیں ہے۔۔۔"

اللہ پلیر اللہ کچھ کر دیں حسن مجھے دے دیں میں کیسے۔۔۔ ک۔۔۔ یسے۔۔۔ رہو گی انکے بغیر میرے ماں باپ کو میرا خیال نہیں ہے نا انھوں نے پہلے میری سنی تھی اور نہ اب وہ مجھے سمجھیں گے اللہ آپ تو کریں میرا خیال میں۔۔ میں کیا کروں سب سوچ کر ہی میرا دم گھٹ رہا ہے میرا دم۔۔۔ م۔۔۔!!!

آنکھ بند کیے ٹھنڈے موسم میں بھی پسینے میں لت وہ بڑا بڑاتی ہوئی کروٹ لے چکی تھی

اسکو معلوم تھا کہ حسن جیسے ہی آئے گا سب اسکی منگنی کر دیں گے مرہا کہ ساتھ۔۔ یہ سوچ کر ہی اسکی حالت اتنی خراب تھی اگر اسے معلوم ہو جائے کہ حسن کے آتے ہی اسکا نکاح کر دیا جائے گا مرہا کے ساتھ تو ماریا کا کیا ردِ عمل ہوگا۔۔!؟

اب آتے ہیں کل رات میں زوبیہ بیگم کے کمرے میں۔۔

حوریہ کی حسن کے نکاح کی بابت باتیں سن کر آتے انکا چہرہ بہت بجھا ہوا تھا وہ آتے ساتھ ہی صوفے پر بے دم سی ہو کر سر پکڑ کر بیٹھ گئیں فرقان صاحب جو ابھی ابھی فریش ہو کر باتھ روم سے باہر آ رہے تھے ٹھٹک کر اپنی بیوی کی حالت دیکھی اور پھر پریشانی سے انکی جانب چلے آئے اور نیلے رنگ کے ٹوسیٹر صوفے پر آکر انکے ساتھ بیٹھ گئے۔۔

زوبیہ بیگم نے سر اٹھا کر انکو دیکھا اور پھر گویا ہوئیں۔۔

"مجھے نہیں پتہ فرقان آپ چاہے کچھ بھی کریں کیسے بھی کریں لیکن بس اسلم بھائی کو حسن اور ماریا کے رشتے کے لیے منائیں حسن کی زندگی میں مرہا کبھی نہیں آنی چاہیے میں آپکو بتا

رہی ہوں میری بیٹی مجھے بہت عزیز ہے میں دوبارہ اسکے ساتھ ہوتی زیادتی برداشت نہیں کروں گی میں اپنی ماضی میں کی گئی غلطی دوبارہ نہیں دہراؤں گی خدا کے لیے کچھ کریں آپ۔۔"

وہ انتہائی ضبط سے سرخ ہوتی آنکھوں کے ساتھ فرقان صاحب کا ہاتھ پکڑ کر ان سے بول رہیں تھیں۔۔۔

اور وہ حیرانی سے پوری آنکھیں کھولے انکو دیکھ رہے تھے کہ آخر اب یہ بات کہاں سے آگئی۔۔۔

"کیا مطلب ہے زوبیہ یہ اچانک سے کیا بات کر رہی ہو حسن اور مرزا کی بات تو کافی عرصے سے چل رہی ہے اور اب تو کل حسن آ رہا ہے تو انکی منگنی بھی ہوگی ظاہر ہے یہ تم ماریا کو کہاں بچ میں گھسیٹ رہی ہو۔۔۔"

انکے اطمینان سے کہنے پر زوبیہ بیگم نے اپنا سر زور زور سے نفی میں ہلایا اور گویا ہوئیں۔۔

"نہیں اب انکی منگنی نہیں ہوگی آپ بات کو سمجھیں اب تو آسیہ انکے نکاح کا سوچ کر بیٹھی ہے اور ہماری ماریا حسن کو بہت پسند کرتی ہے ہم نے اسکی پہلے بھی نہیں سنی تھی اور انجام

بہت تکلیف دہ ہوا تھا اب نہیں اب بس ہمیں کچھ کرنا ہوگا اپنی بیٹی کی خوشی کے لیے ماریا نے ہمیں کبھی نہیں بتایا کیونکہ اسکی ہمت نہیں ہوئی یا شاید ماضی کے اس دن کے بعد سے وہ ہم پر بھروسہ نہیں کر سکی۔۔ ہماری اچھی بیٹی ہے وہ۔۔۔

مجھے بس پتا چل گیا یہ سب خود اور میں اپنی بیٹی کو وہ دوں گی جسکی وہ خواہش کرتی ہے حسن صرف ماریا کو ہی ملنا چاہیے مجھے نہیں پتا میری بیٹی کو میں مزید تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی آپ بس کچھ کریں اور روکیں یہ سب۔۔۔

بلکہ نہیں روکیں بھی مت بس لڑکی تبدیل کروائیں مرزا کی جگہ ماریا ہونی چاہیے اور بس!۔۔۔

انھوں نے ایک ہی سانس میں ساری رواداد سناتے ہی لمبا سانس کھینچا اور خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کی پھر فرقان صاحب کی جانب دیکھا۔۔

وہ جیسے سب سن کر کسی سوچ میں پڑ گئے تھے ماریا انکی بھی بیٹی تھی اور انھیں بھی عزیز تھی کچھ دیر ایسی ہی خاموشی پھیلی رہی پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر اثبات میں سر ہلایا۔۔

"تم فکر مت کرو میں کرتا ہوں کچھ ماریا کا خیال رکھو اسکو ٹھیک سے کھانا کھلاؤ بیمار نہیں ہونی چاہیے میری بیٹی میں کرتا ہوں بات کل اسلم سے ایسے مان گیا تو ٹھیک ورنہ پھر میں اپنی آئی پر آؤنگا میری بیٹی سب سے پہلے ہے بعد میں باقی سب۔۔۔"

وہ کہتے ساتھ ہی اپنے بیڈ کی جانب بڑھ گئے پیچھے زوبیہ کے چہرے پر صبح کے بعد سے اب مسکراہٹ آئی تھی اب وہ اب پُر سکون ہوئیں تھیں۔۔۔۔

(حال)

سب ناشتے سے فراغت حاصل کر کے اب لاونچ میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے ارحا کو آنے کے لیے حوریہ نے ابھی کچھ دیر پہلے ہی کال کر کے کہہ دیا تھا وہ بھی کچھ دیر میں آنے والی تھی اور مرد حضرات آج آفس نہیں گئے تھے تو کچھ زیادہ رونق تھی آسیہ بیگم نے دوبارہ حسن کو کال کر کے پوچھا کہ وہ کب تک آجائے گا تو اسنے کل شام تک کا وقت بتا دیا۔۔۔

"ماریا بچے اب طبعیت کیسی ہے آپکی زوبیہ سے کل پتہ چلا تھا کہ آپکو بخار ہو رہا ہے۔۔۔"؟

آسیہ بیگم نے اسلم صاحب کو چائے کا کپ پکڑاتے ہوئے ماریا سے استفسار کیا اور پھر سنگل صوفے پر بیٹھ گئیں۔۔۔ انکی بات پر حوریہ زارا اور مرزا بھی اسی جانب متوجہ ہو گئیں۔۔۔ ماریا جو اپنے موبائل فون میں انسٹا ریلز دیکھنے میں مصروف تھی سیدھی ہو بیٹھی پھر مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔۔۔

"جی چچی ٹھیک ہے اب طبعیت۔۔۔ بس کل شاید کمزوری ہو گئی تھی اسلئے زرا سی حرارت ہو گئی تھی ماما تو ایسے ہی پریشان ہو جاتی ہیں۔۔۔"

اسکے جواب پر آسیہ بیگم نے اثبات میں سر ہلایا تو ماریا نے ان تینوں کی جانب مسکرا کر دیکھا جو ابن زارا اور مرزا بھی مسکرا دیں البتہ حوریہ اسکو نظر انداز کئے چائے کی چسکیاں بھرنے لگی۔۔۔ خیر اسے کوئی مطلب بھی نہیں تھا حوریہ سے.. ایک حوریہ ہی تھی جس سے اسکی بچپن سے ساتھ رہتے ہوئے بھی کبھی نہیں بنی تھی اور نا ہی اسکو کوئی شوق تھا۔۔۔

اسی اثنا میں ارحا لاؤنچ کی جانب آتی دکھائی دی تو سب اسکی جانب متوجہ ہو گئے البتہ زوبیہ بیگم نے منہ مور لیا انکا مانا تھا کہ یہ دونوں بہنیں انکی بیٹی کی خوشیوں کی دشمن ہیں۔۔۔!

جبکہ ماریا کی ایسی سوچ ہر گز نہیں تھی اسکو ارحا ہمیشہ سے ہی اچھی لگتی تھی اور اسے مرحا بھی کبھی بری نہیں لگی۔۔۔ لیکن کوئی انسان چاہے کتنا بھی اچھا کیوں نا اگر وہ ہماری من پسند چیز ہم سے لے لے تو ہمارا دل اس کی طرف سے خراب ہو ہی جاتا ہے ماریا کا بھی کچھ یہی حال تھا۔۔۔ لیکن اسکے باوجود بھی وہ مرحا کو کسی قسم کا نقصان نہیں دینا چاہتی تھی وہ جانتی تھی کہ مرحا اچھی لڑکی ہے اسے بس حسن چاہیے تھا وہ بس حسن کو چاہتی تھی۔۔۔

مگر اسکے برعکس اسکے ماں باپ ایسا تو نہیں سوچتے تھے وہ تو اچانک سے مرحا سے شدید نفرت کرنے لگے اور یہاں تک کہ اسکی بہن سے بھی بدظن ہو گئے تھے۔۔۔ فرق تھا۔۔۔! ہاں ان میں اور انکی اچھی بیٹی میں بہت فرق تھا۔۔۔۔۔!

ارحانے لاؤنچ میں آتے ہی سب کو مشترکہ سلام کیا تو سب نے مسکرا کر جواب دیا سوائے زوبیہ اور فرقان کے۔۔۔

خیر وہ انکا اپنا مسلا تھا۔۔۔

(ارحانور) !...!

سیاہ خوبصورت آنکھیں اور کمر تک آتے سیاہ بال معصوم گلابی مائل چہرہ۔۔ شاید اسکی سفید رنگ کی پسندیدگی کے باعث ہی وہ ہر وقت روشن اور زندہ دل رہتی تھی۔۔ بلیوں کی حد درجہ دیوانی یا یوں کہا جائے کہ اسے بلیوں سے عشق تھا۔۔ اپنے آپ میں ہر وقت مگن ناولز کی دنیا میں رہنے والی شاید وہ نہیں جانتی تھی کہ دنیا کی تلخیاں کیا ہوتی ہیں۔۔۔۔

ارحان بھی مسکراتی ہوئی مرزا کے ساتھ گھس کر بیٹھ گئی۔۔

کچھ دیر اور باتوں اور ہنسی مذاق کے بعد آسیہ بیگم زوبیہ بیگم اور بی پکن کی جانب بڑھ گئیں چونکہ صفائیاں وغیرہ تو مکمل ہو گئیں تھیں اور اب انھیں کل اور پرسو کے لئے کھانوں

وغیرہ کا انتظام کر کے رکھنا تھا چونکہ کل حسن آ رہا تھا اور پرسو سب کی دعوت پلین کی گئی تھی۔۔۔

مرد حضرات کو بھی ایک کنسرکشن کی جگہ جانا تھا تو وہ سب وہاں کے لیے نکل گئے تھے۔۔۔

ماریا اپنی دوست کی طبیعت خرابی کا بتا کر اسکے گھر چلی گئی تھی۔

جبکہ حوریہ زارا مرزا اور ارحا حوریہ کے کمرے کی جانب بڑھ گئیں تھیں کے ظہر کی نماز ادا کر کے آرام سے باتیں کریں گے۔۔ ارحا خلاف توقع اپنی ازابیل کو نورے بیگم کے پاس چھوڑ کر آئی تھی جو کہ سب کے لیے حیرت کا باعث تھی۔۔۔

~~~~~

" چل یار خدا حافظ اور تم نے بھی جلدی آنا ہے آئی بات سمجھ کوئی ناٹک میں نہیں سنوں گا۔۔"

حسن ایئرپورٹ پر کھڑا عماد کو گلے لگائے ہدایات دے رہا تھا بلکہ ایک طرح سے حکم دے رہا تھا جس پر عماد نے مسکراتے ہوئے سر کو اثبات میں ہلایا۔۔

" پہلے تم خود تو چلے جاؤ پھر میں بھی آ جاؤں گا مجھے دو تین کام ہیں اور ہاسپٹل سے بھی مجھے ریزائن کرنا پڑے گا تو ایک ہفتہ لگ جائے گا مجھے۔۔"

عماد نے اسے تفصیل سے بتایا تو وہ بھی خدا حافظ کہتا آگے کی جانب بڑھ گیا۔۔

عماد نے بھی ایک تھکن زدہ سانس خارج کی۔۔

وقت کتنی جلدی گزر جاتا ہے نا پتہ ہی نہیں چلا کہ یہ چار سال یوں ہی گزر گئے۔۔ عماد نے سوچتے ہوئے قدم اپنی گاڑی کی جانب بڑھائے۔ حسبِ معمول وہ اوپر سے لے کر نیچے تک سیاہ کپڑوں میں ملبوس تھا۔۔

وقت واقعی گزر جاتا ہے اور بہت جلدی گزر جاتا ہے لوگ اگر اس بات کا احساس کر لیں تو اپنے حال میں خوش رہنا سیکھ لیں گیں جو کہ نہایت ضروری ہوتا ہے۔۔۔

عماد اپنے ہی خیالوں میں چلتا ہوا گاڑی تک جا رہا تھا کہ کسی سے زور دار تصادم کی صورت میں وہ بیچارہ ہڑبڑا کر رہ گیا اور سامنے کھڑی وہ لڑکی اسے ایسے خطرناک تیوروں سے گھور رہی تھی کہ شاید اسکا سر پھاڑنے میں بھی کوئی دریغ نہ کرے۔۔۔

عماد نے گھبرا کر دو قدم اس سے پیچھے کی جانب لئے۔۔۔

اور نیچے گرا اس لڑکی کا ہینڈ بیگ اٹھا کر اپنے ہاتھ میں لیا۔۔ اس سیاہ ہینڈ بیگ کی درمیانی جیب کی زپ پر (ن) لفظ کی خوبصورت کی چین لٹکی ہوئی تھی۔۔

عماد نے اسکا بیگ واپس کرنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا تو اس لڑکی نے اتنی زور سے بیگ اسکے ہاتھ سے جھپٹا کہ اس کا ناخن عمار کی انگلی پر خراش چھوڑ گیا۔

خیر یہاں پرواہ کسے تھی۔۔

اور عمار کی توقع کے برخلاف وہ بغیر کچھ کہے سر جھٹک کر آگے کی جانب بڑھ گئی ورنہ اسے لگا تھا کہ وہ ضرور اسے لڑکیوں کا پسندیدہ ڈائلاگ بولے گی کہ۔۔ (اندھے ہو کیا دکھتا نہیں ہے۔۔!!)

بھلے ہی وہ لندن کی رہائشی تھی مگر لڑکیاں تو ساری ایک جیسی ہوتی ہیں نا۔۔ بقول دنیا کے ہر لڑکے کہ لڑکیاں سب ایک جیسی ہوتی ہیں۔۔ اور یہ دنیا کا سب سے بڑا جھوٹ ہے۔۔ ہر عورت مختلف ہوتی ہر عورت اپنے اندر ایسی خامیاں ایسی خوبیاں رکھتی ہے کہ اس جیسی کوئی نہیں ہوتی۔۔ عورت ایک الجھی پہیلی کی مانند ہے جسے کوئی نہیں سلجھا سکتا۔۔ عورت ایک ایسی کتاب ہے جو کھلی تو ہے مگر اسے کوئی پڑھ نہیں سکتا۔۔

خیر اچھی تو لگ رہی تھی وہ کھلے بال لمبا قد ہاں اچھی تو تھی۔۔ مگر جو ایک بات غور کرنے کی حق دار تھی وہ یہ تھی کہ اس لڑکی کے نقوش ایشین ہی تھے شاید وہ گوروں میں سے نہیں تھی یا شاید تھی۔۔ یہ سوچتے ہوئے وہ بھی سر جھٹک کر گاڑی میں بیٹھ کر اپنے فلیٹ کی جانب روانہ ہو گیا۔۔۔

ہاں ایک اور بات تھی کہ وہ لڑکی بھی پوری سیاہ کپڑوں میں ملبوس تھی۔۔۔ کہ اسکی سفید جلد کے علاوہ اور کوئی دوسرا رنگ اس پر نظر نہیں آ رہا تھا۔۔!

~~~~~


حسن کو پلین میں بیٹھے تقریباً ایک گھنٹا ہو گیا تھا کھڑکی سے نظر آتے بادل اور آسمان بہت خوبصورت لگ رہا تھا بہت پرکشش۔۔ اسنے گہرا سانس لیتے اپنا موبائل ہاتھ میں لیا اور مسکراتے ہوئے ایک میسج ٹائپ کرنے لگا....

کچھ دیر کی سوچ بچار کے بعد اسنے میسج ٹائپ کر کے مطلوبہ نمبر پر بھیج دیا اور پھر سکون سے آنکھیں موند لیں۔۔۔ یہ خیال ہی اسے سرشار کر رہا تھا کہ وہ چار سال بعد اپنی نور کو دیکھے گا جن میڈم نے ان چار سالوں میں کسی قسم کا رابطہ کرنے کی بلکل زحمت نہیں کی تھی۔۔ کچھ تھا جو اسے یاد آ رہا تھا وہ بہت حسین تھا۔۔

(ماضی)

حوریہ اور مرزا کے امتحانات چل رہے تھے تو مرزا گروپ سٹڈی کی خاطر حوریہ کے گھر ہی موجود تھی زارا بھی کچھ دیر میں آجانے کا بول چکی تھی۔۔۔

مرحہ پانی لینے کی غرض سے کچن میں آئی تو آسیہ بیگم کھڑی تازہ بنی چائی کپ میں انڈیل رہی تھیں۔۔ انھوں مرحہ کو دیکھا تو مسکرا کر وہ کپ پرچ میں رکھ کر اسکی جانب بڑھایا۔۔

" بیٹا یہ زرا حسن کو دے آؤ مجھے اسلم صاحب کو بھی چائے دینی ہے کب سے بولا ہوا ہے انھوں نے۔۔ "

وہ بولتے ہوئے اسکے سر پر بوسہ دیتیں دو کپ ٹرے میں رکھے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئیں جبکہ مرحہ ہونقوں کی طرح کپ کو دیکھ رہی تھی وہ کیسے دے کر آئے۔۔؟ یو نو۔!! شرمیلی جو ٹھہری۔!!

خیر جیسے تیسے مرحہ خود میں ہمت مجتمع کرتی حسن کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔۔

اسنے دروازے پر دستک دی تو کچھ دیر کھڑے رہنے کے بعد بھی کوئی جواب نہ پایا تو دروازے کا ناب گھما کر دیکھتے ہی معلوم ہوا کہ وہ لاک نہیں تھا۔۔ جب وہ اندر داخل ہوئی تو کمرے میں ہنوز خاموش کا راج تھا اور کوئی بھی موجود نہ تھا۔۔ لیکن پھر باتھ روم سے شاور کے چلنے کی آواز آئی تو مرحہ سمجھ گئی یقیناً وہ نہا رہا تھا۔۔

اسے اس سے زیادہ اچھا موقع اور کیا مل سکتا تھا۔ حسن کا سامنا نہ کرنے کا اس نے جلدی سے کپ سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور جیسے ہی جانے کے لئے پلٹی باتھ روم کا دروازہ کھلنے کی آواز پر اس کا سانس حلق میں اٹک گیا۔

"اللہ کیا کروں یہ تو آگئے۔" خود ہی بڑبڑاتے ہوئے وہ ادھر ادھر دیکھنے لگی اور پھر اسے الماری کے پیچھے کچھ خالی جگہ نظر آئی نا جانے کس سوچ کے تحت وہ وہاں جا کر کھڑی ہو گئی یوں کہ کوئی اسے دیکھ نہ سکے۔

حسن ٹاول سر پر رگڑتا ہوا باہر نکلا تو مسکرا کر سائیڈ ٹیبل پر رکھی چائے کو دیکھا۔۔۔ پھر بھورے رنگ کی شرٹ زیب تن کئے چائے کا کپ اٹھاتے الماری سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔

اب منظر کچھ یوں تھا کہ ان دونوں کے بیچ بس الماری تھی مرہا اسکے پیچھے اور حسن اسکے آگے والے سائیڈ پر کھڑا چائے کی چسکیاں بھر رہا تھا۔۔

جب حسن نے پوری چائے اپنے اندر اتار لی اور پھر بھی مرہا کو ڈھیٹ بنے باہر آتے نہ دیکھا تو سر کو نفی میں ہلاتے مسکرا کر گویا ہوا۔

"نورے جاں !

تم ایسے میری آنکھوں سے اوجھل ہو کر مجھ سے ہر گز نہیں چھپ سکتیں۔۔

میں تمہیں دنیا کے ہر کونے سے ڈھونڈ کر نکال سکتا ہوں بھلے ہی تم سات سمندر پار ہی کیوں نہ چلی جاؤ۔۔

تو پھر یہ تو میرا اپنا ہی کمرہ ہے۔۔۔"

اسنے کہتے ہی ساتھ مرحا کی کلائی پکڑ کر اسے باہر نکالا تو وہ نچلے ہونٹ کو دانتوں میں دبائے لال ہوئی پڑی تھی۔۔ حسن نے مسکراتے ہوئے نرمی سے اسکی کلائی چھوڑی تو اسنے باہر کی جانب قدم بڑھائے مگر پھر حسن کی آواز پر رک گئی۔۔

"میں سچ میں آپکو کبھی کھونے نہیں دوں گا مجھے اپنی قیمتی شے سنبھالنی آتی ہیں"

مرحانے اسکی بات پر مسکرا کر اسے بہت مان سے دیکھا ایسے جیسے بتانا چاہتی ہو کہ اسکے لئے وہ بھی بہت قیمتی ہے۔۔ بہت !!

اور پھر وہ باہر کی جانب بڑھ گئی۔۔

"فدا ہو جائے گا یہ دل تم اتنا قریب نہ آیا کرو۔۔

شدید محبت ہو جائے گی ہمیں تم اتنا نہ آزمایا کرو۔!"

حسن مسرور سا گنگناتے ہوئے اسے جاتا ہوا دیکھتا رہا۔۔

~~~~~



وہ چاروں ظہر کی نماز کے ادا کرنے کے بعد بی کے کمرے میں ڈیرہ جمائے بیٹھیں تھیں چونکہ حسن کے آنے کا انتظام وغیرہ ہو گیا تھا تو بی بھی انکے ساتھ ہی بیٹھی باتوں میں مصروف تھیں اور ساتھ میں بی کا بنایا ہوا پاستا بھی رکھا ہوا تھا جو وہ وقفے وقفے سے کھا رہیں تھیں اسی اثنا میں مرحا کے فون پر رنگ ہوئی اور پھر آف ہو گئی یقیناً یہ میسج ٹون تھی اسے ادھر ادھر گھوم کر دیکھا لیکن فون کہیں نظر نہیں آیا تھوڑی دیر کی مشقت کے بعد زارا ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گئی چونکہ وہ جس تکیہ پر ٹیک لگائے بیٹھی تھی اسی کے نیچے بیچارہ فون دبا اپنی بے قدری پر رو رہا تھا۔

"یہ لو حسن بھائی کا میسج ہے۔۔" زارا نے مرحا کو پکڑاتے ہوئے بے دہانی میں کہا اور پھر اچانک سے چونک کر اسکو شرارتی نظروں سے دیکھا اور پھر حوریہ اور زارا دونوں نے اوووو کی ہوڈنگ کی تو مرحا بی اور ارحا کے سامنے ان دونوں کی ایسی حرکت پر شرم سے لال

ٹماڑ ہو گئی اور ان دونوں کو گھور کر چپ رہنے کا اشارہ کیا پھر بھی وہ دونوں ہنسنے سے باز نہیں آ رہیں تھیں۔۔ بیچاری عادت سے مجبور۔۔۔

بی بھی ماشاء اللہ بولتے مسکراتے ہوئے اٹھ کر کچن کی جانب چل دیں کہ انھیں رات کا کھانا بنانا تھا۔۔

مرحانے انباکس کھولا تو سامنے ہی دو جملوں کی ایک تحریر جگمگا رہی تھی۔۔

"اس پورے عرصے ایک عجیب سی بے تاب رہی ہے آپکے بن۔۔

کہ رہ بھی لئے اور رہا بھی نہ گیا آپکے بن۔۔"

تحریر پڑھتے ساتھ ہی مرحا کی آنکھیں چمکنے لگ گئیں یوں کہ اس میں کچھ قیمتی موتی بھی جگمگانے لگے۔۔ جنھیں حسن کبھی ضائع ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔

اسکے لبوں پر ایک خوبصورت مسکراہٹ نے فوراً احاطہ کیا۔۔

جسے دیکھ کر زارا نے اسکے ہاتھ سے موبائل جھپٹا حوریہ بھی اسی جھپٹا جھپٹی میں موبائل کی اسکرین پر موجود میسج پڑھنے کی کوشش میں لگ رہی تھی مرزا ان دونوں سے موبائل واپس لینے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی۔۔۔ بیچاری!

رات کے کھانے سے سب فراغت حاصل کر کے اپنے اپنے کمروں کی جانب روانہ ہو گئے تھے۔۔

"اما آپ ٹھیک ہیں مجھے کچھ پریشان لگ رہی ہیں آپ۔۔ میں نے دیکھا آپ نے کھانا بھی ٹھیک سے نہیں کھایا۔"

زوبیہ بیگم ماریا کے کمرے میں گم سم سی بیٹھیں تھیں جنکو دیکھ کر ماریا جو اپنے چہرے پر کیا لائٹ میک اپ اب شیشے کے سامنے بیٹھی مٹا رہی تھی اچھنبے سے انکو دیکھ کر سوال کیا اور چلتی ہوئی انکے پاس ہی ڈبل سیٹر صوفے پر بیٹھ گئی۔۔ بھورے بال جنکو اسنے کچھ گولڈن شیڈ بھی دیا ہوا تھا انکا اونچا سا جوڑا بنائے پیک اپ سے پاک چہرہ سادہ سا ہلکے نیلے رنگ کا لباس زیب تن کئے وہ اچھی لگ رہی تھی سادگی میں پہلے سے زیادہ اچھی لگ رہی تھی اسکے نقوش خوبصورت تھے مگر رنگت کچھ سانولی تھی۔۔ مگر اللہ نے سانولے رنگ میں بھی خوبصورتی رکھی ہے۔۔۔!

زوبیہ بیگم نے اسکی جانب دیکھا وہ کیسے اپنے ماں باپ سے اپنی تکلیف چھپائی ہوئی تھی انھے کچھ نہیں بتایا اسنے کیا اسے اپنے ماں باپ پر بھروسہ نہیں تھا؟..

اعتبار تو دینے سے بڑھتا ہے کیا کبھی انھوں نے اپنی بیٹی کو اعتبار میں بھروسے میں لیا تھا؟۔۔ کچھ یاد آیا انھیں جس سے انکی آنکھیں زخمی دکھنے لگ گئیں تھیں انھی آنکھوں سے وہ اپنی بیٹی کی ویران آنکھوں میں دیکھنے لگیں۔۔۔

من پسند چیز کھو دینے کا دکھ بہت بڑا ہوتا ہے۔۔۔

(ماضی)

ماریا کے بچپن میں ہی اسکی شادی کس سے ہونی تھی یہ اسکے ماں باپ ڈسائیڈ کر چکے تھے۔۔۔  
ارسلان نام تھا اس لڑکے کا جسکو اسکے والدین نے ماریا کے لیے پسند کیا تھا وہ زوبیہ بیگم کی  
بہت اچھی دوست کا بیٹا تھا ماریا سے دو سال بڑا۔۔۔ اس وقت ماریا چودہ سال کی تھی۔۔۔

اور جب وہ پندرہ سال کی ہوئی تو اسکی سالگرہ کے دن ہی اسکی مرضی کے بغیر ان دونوں کی  
منگنی کر دی گئی۔۔۔ ارسلان بھی ماریا کو پسند کرنے لگا تھا جو کہ ماریا بالکل نہیں چاہتی تھی اسنے  
اپنے والدین کو بہت منانے کی کوشش کی یہاں تک کہ آخر میں آکر اسنے سچ بول دیا کہ وہ  
کسی کو پسند کرتی ہے مگر نام واضح نہیں کیا۔۔۔ اس دن زندگی میں پہلی اور آخری بار اسکے  
باپ نے اسکے منہ پر ایک زناٹے دار تھپڑ رسید کیا تھا۔۔۔ اور اسکی شادی ارسلان کے سوا  
کسی سے نہیں ہوگی فیصلہ سنا دیا گیا تھا۔۔۔ اس وقت وہاں گھر کے سب افراد موجود تھے سب  
کے سامنے ذلت اٹھانا کیسا ہوتا ہے۔۔۔ کتنا ازیت ناک ہوتا ہے یہ وہی سمجھ سکتا ہے جو اس



سب سے گزرا ہوتا ہے۔۔ حوریہ اور زارا بھی موجود تھیں انکو بھی ترس آیا تھا اس پر مگر پھر ماریا کو اس دن کے بعد سے حوریہ سے اور بھی نفرت ہو گئی تھی اسکو لگا جیسے وہ اسکا مزاک اڑا رہی ہو کہ وہ آزاد ہے اور ماریا؟ وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی اسے لگا وہ اب سب کھو دیگی

---

اس دن سے لیکر آج تک ماریا بالکل بدل گئی تھی وہ بہت کم بولنے لگی تھی اپنی باتیں اپنے تک محدود رکھنے لگی تھی لیکن پھر بھی حوریہ سے اسکا چھتیس کا آنکڑا برقرار رہا سب کو لگتا تھا کہ وہ بہت فرمانبردار اور اچھی بیٹی بن گئی ہے مگر وہ بس خاموشی ہو گئی تھی۔۔

اور جب بندے کو کوئی تکلیف خاموش کرا دے تو جب وہ خاموشی ٹوٹتی ہے پھر بڑا طوفان لاتی ہے۔۔ پھر وہ اندر دبا سارا غبار نکالتی ہے اور اکثر لوگ زندگی کے اس فیص میں کوئی نا کوئی غلطی یا گناہ سرزد کر ہی دیتے ہیں۔۔!

(ایک سال بعد)

ماریا اپنے کمرے میں کتابیں کھولے بیٹھی پڑھ رہی تھی کہ زوبیہ بیگم بھاگتی ہوئی آئیں اور اسکو گلے لگا لیا اسکو محسوس ہوا کہ وہ رو رہی تھیں۔۔۔ اسنے گھبرا کر انکو خود سے جدا کیا اور گویا ہوئی۔۔

"ماما کیا ہوا آپ رو کیوں رہی ہیں۔۔ سب خیریت تو ہے بتائیں..؟"

زوبیہ بیگم کے رونے میں اور شدت آئی تو ماریا نے انکا چہرہ اپنی جانب کرتے دوبارہ پریشانی سے استفسار کیا۔۔۔

"ماما بتائیں نا یار روئیں تو مت۔۔۔"

"بیٹا وہ۔۔ وہ۔۔! ارسل۔۔ ارسلان۔"

وہ کہتے ساتھ اپنا سر ہاتھوں میں گرا گئیں آنسو اب تک ٹپ ٹپ گود میں گر رہے تھے۔۔۔

ماریا کو انکی آدھی ادھوری بات پر کسی انہونی کا احساس بہت شدت سے ہوا۔۔

"ماما بتائیں تو مجھے آپ بس خود روئے جا رہی ہیں۔ کیا ہوا ہے ارسلان کو کیوں ایسے بول رہی ہیں آپ۔۔۔"

ماریا نے ان سے پھر استفسار کیا تو انھوں سے اسکے دونوں ہاتھ تھام لئے پھر اپنی بات کہنے کے لیے ہمت مجتمع کی۔۔۔

"بیٹا وہ ارس۔۔ ارسلان کا آج صبح کار ایکسڈینٹ ہو گیا۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ۔۔۔"

ڈاکٹر نے بولا کہ وہ اسے نہیں بچا سکے۔۔۔ وہ۔۔۔

مر۔۔ مر گیا وہ۔۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔

ماریا وہ کیسے مر سکتا ہے وہ مر گیا۔۔۔"

وہ بے ربط سے انداز میں کہتے اسکے ہاتھوں پر سر رکھے ہچکیوں سے رو دیں۔۔

اور ماریا وہ بس خاموشی تھی وہ ہمیشہ کی طرح بس خاموشی ہو گئی تھی اسے سمجھ نہیں آیا کہ اس بات پر وہ کس طرح کا ردِ عمل دے کیا کرے کیا بولے بس دماغ سُن ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ اسے یاد آیا کہ ارسلان نے اس سے ملنے کے لیے کتنی منتیں کی تھیں وہ اس کو اتنی عزت دیتا تھا اتنی محبت کرتا تھا اور وہ ہمیشہ اسے جھڑک دیا کرتی تھی اس سے بات کرنے سے خار کھاتی تھی اسے یاد آئی ارسلان کی آخری منت بھری بھرائی ہوئی آواز۔۔۔

"ماریا پلیز مجھ سے مل لیں مجھے آپسے ضروری بات کرنی ہے آپ مجھ سے اتنی خفا کیوں رہتی ہیں۔۔۔ پلیز ماریا پلیز۔"

اسے اچانک سے اپنے آس پاس وحشت محسوس ہونے لگی تھی وہ گھبرا کر کھڑی ہوئی اور زوبیہ بیگم کو ویسے ہی بیٹھا چھوڑ کر باتھ روم میں بند ہو گئی۔۔۔

وہ گئی تھی پھر اسکی مٹی میں آخری بار اسکا چہرہ دیکھا اسے لگا جیسے وہ مردہ چہرہ اس سے شکوہ کر رہا ہو اس سے گلہ کر رہا ہو ارسلان نے اس سے محبت کی تھی وہ ماریا کے منہ پھر لینے پر اسے بد دعا نہیں دے سکتا تھا وہ یہ بات جانتی تھی مگر۔۔۔! مکافات عمل۔؟ عرش تک

جاتی آہیں، صدائیں؟ بنا کسی قصور کے کسی کو قصور وار ٹھہرا کر اسکو تکلیف دینے کی سزا؟ ماریا کو خوف محسوس ہونے لگا تھا اسکے گلے میں کچھ اٹکا تھا وہ رونا نہیں چاہتی تھی پر اسکی آنکھوں میں کچھ موتی چمکنے لگے تھے۔۔

ارسلان کے ماں باپ کا رو رو کر برا حال ہو گیا تھا وہ انکا اکلوتا بیٹا تھا اور جوان اولاد کھونے کا دکھ ماں باپ کو زندہ مار دیتا ہے۔۔۔

خیر وقت گزرتا گیا اور سب اس واقعے کو آہستہ آہستہ بھولتے گئے چونکہ ماریا کا منگیترا اب بچا ہی نہیں تھا تو زوبیہ اور فرقان صاحب کا ارسلان کے والدین سے کچھ وقت بعد ملنا جلنا بند ہو گیا تھا۔۔۔

زندگی روٹین میں آگئی تھی۔۔۔ ماریا نے ایک بار بھی ارسلان کے بابت کسی سے کوئی بات نہیں کی تھی کوئی کوشش بھی کرتا تو وہ اٹھ کر چلی جایا کرتی تھی۔۔۔ اسکے اندر ایک گلٹ تھا اسے بے چینی رہتی تھی اسے لگا ارسلان اسے کبھی معاف نہیں کرے گا۔۔۔

دکھ شاید اتنی تکلیف نہیں دیتے لیکن گلٹ جان لیوا ہوتے ہیں۔۔۔!



پھر کچھ وقت لگا اور ماریا سنبھلنے لگی۔۔ ارسلان کو بھلانے لگی اپنے گلٹ کو اسنے کہیں اندر سُلا دیا۔۔ لیکن سوئی ہوئی چیزیں کبھی تو جاگتی ہیں نا۔۔۔ پھر اس نے ایک دو بار حسن کو بہانے بہانے سے اپنی فیلینگز کے بارے میں بتانا چاہا مگر شاید وہ سمجھا نہیں۔۔ یا شاید سمجھ کر نظر انداز کر دیتا تھا۔۔۔ بیچ میں ہی مرزا اور حسن کی بات پکی کر دی گئی ماریا کو لگا اسنے حسن کو ایک بار پھر کھو دیا۔۔ ارسلان کے بعد اسے لگا تھا کہ شاید وہ حسن کو حاصل کر لے مگر پھر کچھ نہیں ہوا۔ جو چیز قسمت میں لکھی ہی نا ہو وہ کہاں ملتی ہے۔۔۔

بھیک میں محبت مانگنے کا دکھ سمجھتے ہو۔۔؟

مانگ کر بھی نہ ملنے کا دکھ سمجھتے ہو۔۔؟

~~~~~

(حال)

زوبیہ بیگم نے اس کے طبیعت کے بارے میں کئے گئے استفسار پر اثبات میں سر ہلایا پھر گویا
ہوئیں۔۔۔

" میں ٹھیک ہوں بیٹا مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔۔۔ "

ان کے اس طرح تمہید باندھنے پر ماریا نے اثبات میں گردن ہلائی اشارہ تھا کہ وہ سُن رہی
ہے۔۔۔

" بیٹا میں جانتی ہوں کہ تم حسن کو پسند کرتی ہو کیسے جانتی ہوں میں یہ بتانے میں وقت
ضائع نہیں کروں گی میں بس تمہیں بتانا چاہتی ہوں کہ تم نا امید مت ہو میری بچی فرقان

اسلم بھائی سے بات کریں گے انھوں نے بولا ہے اور پھر دیکھنا وہ منحوس مرہا تمھارے حسن کو۔ تم سے نہیں چھینے گی۔۔۔"

زوبیہ بیگم نے اسکی تھوڑی کو دو انگلیوں سے پکڑ کر نرم اور محبت بھرے میں لہجے میں کہا

"ماما مرہا منحوس نہیں ہے وہ اچھی لڑکی ہے مگر بس میں کیا کروں مجھے لگتا ہے حسن میرے نصیب میں نہیں ہے اسلئے میں نے کوشش کرنا چھوڑ دیا ہے میں نے مزید بھیک مانگنا مناسب نہیں سمجھا مجھے پتا ہے کہ وہ جسکا ہوگا اسے مل جائے گا یا تو اللہ مجھے حسن دے دیں یا پھر صبر دے دیں۔۔۔"

اسنے نم آنکھوں سے پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

زوبیہ بیگم کو اسکا مرہا کو ڈینڈ کرنا کچھ خاص پسند تو نہیں آیا مگر پھر وہ نظر انداز کرتیں آگے بولنے لگیں۔۔۔

"بیٹا یہ سراسر بیوقوفی ہے کہ تم سب اللہ کے رحم و کرم پر چھوڑ دو بے شک وہ ہی ہر چیز پر قادر ہے مگر ہمیں اپنے لیے اپنی خوشیوں کے لئے محنت کرنی چاہیے اور جب تم حسن کو پسند کرتی ہو تو۔۔۔!"

"اما میں حسن کو پسند نہیں کرتی۔۔۔ میں اس سے محبت کرتی ہوں میں بہت محبت کرتی ہوں اس سے بچپن سے لے کر آج تک میں نے بس اسے سوچا ہے۔۔۔ لیکن اب میں تھک گئی ہوں۔۔۔ کیونکہ کچھ راستوں پر پاؤں نہیں دل تھک جاتے ہیں۔۔۔ میں اور میرا دل بھی بس تھک گئے ہیں اب۔۔۔ لیکن اگر آپ لوگ میرے لئے کوشش کرنا چاہتے ہیں تو ضرور کیجئے میں منع نہیں کروں گی۔ مجھے خوشی ہوگی کہ میرے ماں باپ نے میرے لئے سٹینڈ لیا ہے۔۔۔"

ماریا نے انکی بات کاٹتے ہوئے نرم لہجے میں جواب دیا پھر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

"مجھے اب سونا ہے اما صبح یونی بھی جانا ہے مجھے۔۔۔"

اسنے کہا تو زوبیہ بیگم بھی اثبات میں سر ہلاتی اسکے سر پر بوسہ دیتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئیں۔۔۔

پیچھے وہ کھڑی رہ گئی سوچوں اور تکلیفوں میں گھری ہوئی۔۔۔ ایک لڑکی۔۔۔!

~~~~~

"آپ نے بات کی اسلم بھائی سے ماریا کے لیے۔۔؟"

زوبیہ بیگم ماریا کے کمرے سے نکلتے اپنے کمرے میں داخل ہوئیں تو فرقان صاحب بیڈ پر لیٹے ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھے زوبیہ نے برہمی سے ان سے استفسار کیا۔۔

"ارے پریشان مت ہو میں نے سوچا ہے کہ کل آفس میں بات کروں گا میں نے آج دو تین بار بات کرنے کی کوشش کی مگر کوئی نا کوئی کام نکلتا ہی چلا جا رہا تھا اور ابھی تو کافی رات ہو گئی ہے اس وقت مناسب نہیں رہے گا۔۔"



ان کے کہنے پر زوبیہ بیگم کچھ بھی کہے بغیر آرام کرنے کی خاطر بیڈ پر جا لیٹیں۔۔۔

~~~~~

صبح کا سورج نکلا تو چونکہ آج پیر تھا شام تک حسن نے آجانا تھا ساری خواتین گھر کے کاموں میں مصروف تھیں مرد حضرات آفس روانہ ہو گئے تھے کہ آج انکی بہت اہم میٹنگ تھی اسلئے جانا ضروری تھا دوپہر تک آجانے کا وعدہ کر کے وہ لوگ آج وقت سے پہلے روانہ ہو گئے تھے۔۔۔

حوریہ، مرزا، زارا، ارجا، ماریا، عمیر بھی یونی کے لئے نکل چکے تھے۔۔ آئیہ بیگم کے کہنے پر آج وہ سب ساتھ یونی کے لئے نکلے تھے اور آنا بھی انھیں ساتھ ہی واپس تھا ورنہ اچھی خاصی کلاس لگ جاتی سب کی۔۔۔

عمیر ڈرائیونگ سیٹ پر براجمان گاڑی چلا رہا تھا زارا اور حوریہ عمیر کی برابر والی سیٹ پر اک دوسرے سے تقریباً چپک کر بیٹھی ہوئی تھیں۔۔

پیچھے مرھا ارحا اور ماریا تھیں۔۔۔

سفید رنگ کی گاڑی اپنے اندر ٹھونسے لوگوں کو لیتے اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی۔۔
خیر یہ بھی اک بہت مزے کا ایڈوینچر ہوتا ہے جسکا آج یہ چھ لوگ عجیب و غریب منہ کے زاویے بناتے ہوئے ایکسپیرنس کر رہے تھے۔۔۔ ہم۔۔۔ گڈ۔۔۔!

"کیا ہوا ارحا تم ٹھیک ہو۔؟ صبح سے کچھ موڈ آف لگ رہا ہے تمہارا۔۔۔"

زارا نے منہ میں ببل گم ڈالتے ہوئے ارحا سے استفسار کیا پھر دوسری ببل نکالتے حوریہ کو دینے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ عمیر نے اس کے ہاتھ سے جھپٹ کر اپنے منہ میں ڈال لی۔۔ جسکو ان دونوں نے خونخوار نظروں سے گھورا عمیر نے تو ایسے سر جھٹکا کے انکی گھوری کا کوئی اثر ہی نہیں ہے البتہ مرھا ان لوگوں کو نظر انداز کئے اپنی کسی کتاب میں مگن تھی اور ماریا کھڑکی سے باہر آتے جاتے منظروں میں کھوئی ہوئی لگ رہی تھی۔۔

"نہیں زارا آپي ميں تو ٹھيڪ هوں ڪچھ نهیں هوا بس مجھے ميري اِزابيل ڪي ياد آرهي تھي اسي لئے بس ڪچھ پريشان هوں۔۔۔"

"اچھا اچھا تم پريشان مت هو بس ايك دن ڪي هي تو بات هے ٹھيڪ هوكي تمھاري اِزابيل موڈ ٹھيڪ ڪرو اپنا۔۔۔"

زارا اسے حوصلہ ديتي حوريہ ڪي جانب متوجہ هوكي تو ارحا نے بهي خاموشي سے اثبات ميں سر هلا ديا۔۔ عمير اسے اپنے سامنے گاڑی ميں لگے چھوٹے سے شيشے ڪي بدولت ديکھ رها تھا اسنے ڪبھي ارحا سے ڪوئي بات نهیں ڪي تھي مزاق تو دور ڪي بات هے اسڪي نيچر بهت الگ هے وه جانتا تھا وه تو بس ضرورت ڪے تحت مختصر باتیں ڪيا ڪرتي تھي ليڪن اسڪے وه چند جملے هي بهت مٹھاس رڪھتے تھے۔۔ وه خوش رها ڪرتي تھي مگر خاموشي ڪے ساتھ مسڪراھٹوں ڪے ساتھ۔۔۔۔۔ هاں بس وه اسے اچھي لگتي تھي نا جانے ڪيون۔۔ پتا نهیں پر بس لگتي تھي۔۔۔ ڪچھ ڪچھ۔۔۔!

ارحاک کی نظر غیر ارادہ طور پر سامنے لگے شیشے پر پڑی تو عمیر کو خود کو دیکھتا پا کر اسنے فوراً اپنی نگاہیں کھڑکی سے باہر چلتے منظر پر جمالیں۔۔

عمیر بھی اسکے دیکھنے پر گڑبڑا کر سیدھا ہو کر ڈرائیو کرنے لگے معاً کوئی حادثہ ہی پیش نہ آجائے۔۔

حادثہ ..؟ گاڑی کے حادثے کا تو کچھ معلوم نہیں مگر عمیر کے دل کے ساتھ کوئی خطرناک قسم کا حادثہ ہوتا نظر آرہا تھا اس وقت۔۔۔!

کچھ دیر کی اور ڈرائیو کے بعد وہ سب یونی پہنچ چکے تھے عمیر سب کو وقت پر گاڑی میں آجانے کی ہدایت دیتا اندر بڑھ گیا کہ کسی لڑکی کے سامنے نہ جانے کیوں زندگی میں پہلی بار کھڑا رہنا مشکل لگ رہا تھا۔۔

وہ سب بھی اسکی تاکید میں یونی کی جانب بڑھ گئیں۔۔

~~~~~

یہ منظر اسلم خان فرقان خان اور زاہد خان کی کنسٹرکشن کمپنی کا ہے بڑی سی ایک سیاہ گاڑی اسکے وسیع طرز کے بنے دروازے کے سامنے آکر رکی

تو بہت سے گارڈز اسکے آگے پیچھے گھومنے لگے ایک گارڈ نے آگے بڑھ کر احترام سے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا تو ایک سوئڈ بوٹڈ شخص نے آنکھوں پر سیاہ چشمہ لگائے سیاہ ہی پینٹ کوٹ میں ملبوس قدم باہر رکھا اسکی شخصیت ایسی تھی کہ آس پاس چلتے لوگ غیر ارادہ طور پر اسکو دیکھنے کے لئے چند سیکنڈ رک جاتے۔۔۔ اس سے کچھ فاصلے پر بنے فٹ پات پر کھڑی ایک لڑکی کی اگر بات سنی جائے تو وہ اس شخص کو مبہوت دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی کہ (اسے کہتے ہیں پر سنیلٹی۔۔)



اس نے آنکھوں پر سے سیاہ چشمہ اتارا ہیش گرے رنگ کی خوبصورت آنکھیں سامنے آئیں مگر یہ آنکھیں کچھ خالی تھیں لگتا تھا جیسے کئی سالوں سے ان میں خوشی کی کوئی چمک نہ ابھری تھی۔۔۔ چہرے پر ایسے سپاٹ تاثرات تھے کہ شاید مسکراہٹ کبھی چھو کر نہ گزری ہو

---

پھر اس نے گردن کچھ اوپر کر کے پوری عمارت کا جائزہ لیا۔۔۔ یہ عمارت بہت خوبصورت دکھتی تھی وسیع نیلے رنگ کے دروازے سے لیکر عمارت کے آخری سرے تک مضبوط قسم کے گلاس لگائے گئے تھے جو سورج کی چند کرنیں گرنے پر بھی چمک رہے تھے ان گلاس میں کہیں کہیں نیلے رنگ کی لائیں بھی ڈالی گئیں تھیں جو اسکی خوبصورتی میں مزید اضافہ کر رہیں تھیں۔۔۔

اسنے گہری سانس اپنے اندر کھینچتے قدم اندر کی جانب بڑھا دیئے۔۔۔ اندر جاتے ہی اسے اسلم خان نے مسکراتے ہوئے خوش آمدید کہا اور اسکا سب سے تعارف کروانے لگے اسکی آمد سے سب کو پہلے ہی آگاہ کر دیا گیا تھا چونکہ پچھلے دو پراجیکٹس میں اس نے بہت زبردست کام کر وایا تھا جس سے اسکا اور اسلم خان کی کمپنی کا بہت منافع ہوا تھا۔۔۔ تو ورکرز کی اس سے ملنے کی خواہش تھی وہ سب ہاتھوں میں چند خوبصورت خوشبو دار پھول لئے کھڑے تھے

اک اک کر کے وہ سب اسکے ہاتھوں میں پھول دیتے جاتے اور وہ مسکرا کر شکریہ کہتا جاتا مگر وہ گلاب کے پھول نہیں لے رہا تھا جب کچھ ورکرز نے زبردستی اسکے ہاتھ میں پکڑائے تو اسنے آگے جا کر وہ گلاب ڈسٹ بن میں پھینک دئے اسلم خان نے اسکی یہ حرکت نوٹ تو کی تھی لیکن اس سے پوچھنا مناسب نہ سمجھا۔۔۔ نا جانے کیوں وہ پھولوں کا دیوانہ لڑکا صرف پھولوں کے بادشاہ گلاب کو ہی شدید ناپسند کرتا تھا۔۔۔ یا یوں کہنا مناسب ہے کہ اسکو گلاب سے نفرت ہے۔۔۔ اسلم صاحب اسے سب ورکرز کے درمیاں سے نکالتے اپنے آفس کی جانب بڑھ گئے وہ انکے قدم کے ساتھ قدم ملاتے چل رہا تھا سیاہ چشم اب کوٹ کی پاکٹ میں رکھ دیا تھا یوں کہ اسکا اوپری سرا دکھائی دے رہا تھا۔ ابھی وہ دونوں آفس میں داخل ہوتے ہی کہ زاہد خان بھی اسی طرف آتے دکھائی دئے تو وہ دونوں وہیں ٹھہر گئے۔۔۔

"ارے دیکھو تو کون آیا ہے۔۔۔ ارتضیٰ خان ہیں یہ تو۔۔۔ ہاہا۔۔۔"

زاہد خان نے اسے شوخ پن سے کہتے گلے لگایا پھر گویا ہوئے۔۔۔

"کیا ہال ہیں بھی کافی ٹائم بعد دکھ رہے ہو پہلے سے کچھ زیادہ ہینڈ سم لگ رہے ہو اب

تو۔۔۔ ماشاء اللہ۔۔۔"

ارتضیٰ نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔

"میں بالکل ٹھیک بس میٹنگ کے سلسلے میں آنا پڑا مگر اب میں سوچ کر آیا ہوں کہ پاکستان میں ہی کام کروں گا کیونکہ مجھے ایک ضروری کام اور بھی ہے پاکستان میں وہ میرا یہاں سے دور رہتے ہونا ناممکن تھا۔۔"

اسنے انھیں آگاہ کیا تو وہ بھی سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلاتے اسکے ساتھ ہی اسلم خان کے آفس میں داخل ہو گئے۔۔ چونکہ میٹنگ شروع ہونے میں آدھا گھنٹا تھا تو وہ دونوں ارتضیٰ سے چند باتیں کرنا چاہتے تھے۔۔۔

(ارتضیٰ خان)۔۔۔۔

ہیش گرے آنکھوں کا مالک۔۔

وجاہت سے بھرپور وہ شخص۔۔ بادشاہ تھا مگر اندھیروں کا۔۔ ایک دنیا اس سے خوف کھاتی تھی اسکی ایک آواز اور اسکی خوبصورتی کے ساتھ وحشت بھری آنکھیں ہی لوگوں کی روح فلاح کرنے کے لئے کافی ہوتی تھیں۔۔۔ پھولوں کا دیوانہ تھا وہ۔۔ اس کے پاس اپنا کوئی نہیں تھا۔۔ وہ جینا نہیں چاہتا تھا مگر وہ جی رہا تھا محض صرف ایک بدلے کی خاطر۔۔۔



فرقان صاحب اپنے آفس کا کام نمٹانے کے بعد لکڑی کی بڑی اور خوبصورت ڈیزائن کی بنی ڈیسک پر پھیلے کاغذات سمیٹنے میں مصروف تھے اس کے بعد انکا ارادہ اسلم خان کے آفس جانے کا تھا کہ ان سے ماریا اور حسن کے حوالے سے بات کرنی تھی اور پھر نئے پروجیکٹ کی میٹنگ شروع ہونے میں بھی کم وقت رہ گیا تھا۔۔ وہ ارتضیٰ کی آمد سے ابھی بے خبر تھے

---

ارتضیٰ کے والد انکی کنسٹرکشن کمپنی کے ہر فیصلے میں مشورہ دینے پر انکے لئے ہمیشہ بہت مفید رہے تھے اور وہ لوگ اکثر ایک دوسرے کے پروجیکٹس میں ہیلپ کیا کرتے تھے پھر وقت کے ساتھ ساتھ ان چاروں کی دوستی گہری ہوتی گئی تھی اسی لئے ارتضیٰ بھی انکے لئے انکے بیٹے جیسا ہو گیا اور ویسے بھی اسکی ذہانت تو بچپن سے ہی مشہورِ زمانہ تھی اسی لئے وہ انکے لئے کچھ کار آمد بھی ثابت ہو سکتا تھا۔۔۔ بقول فرقان صاحب کے۔۔۔ اور پھر نوید خان (ارتضیٰ کے والد) کی وفات کے بعد ارتضیٰ اپنی کمپنی کو ہینڈل کرتا تھا جو اسے اپنے باپ سے وراثت میں ملی تھی۔۔۔

سارے کاغزات سمیٹے سائیڈ میں بنی ایک ٹیبل کی دراز میں ڈالتے وہ اپنا کوٹ اٹھاتے اسلم خان کے آفس کی جانب بڑھ گئے۔۔۔

وہ جیسے ہی ناک کر کے اسلم صاحب کے آفس میں داخل ہوئے ارتضیٰ کو بیٹھا دیکھ کر لب بھینچ لئے کہ اسکے سامنے وہ بات نہیں کر سکتے تھے اسکے بعد میٹنگ تھی اور پھر گھر کے لئے روانہ ہونا تھا اور وہ یہ ہر گز نہیں چاہتے تھے کہ حسن کے آنے پر نورے اور نوح سے مرہا



اور حسن کی بات کر لی جائے۔۔ انھیں جلد از جلد اپنی بیٹی کے لئے کچھ کرنا تھا۔۔ کچھ سال پہلے کی مرزا اور حسن کی ہوئی بات پکی کو وہ کسی خاطر میں نہیں لا رہے تھے کہ زرا سی معمولی ہوئی بات کی کیا اہمیت۔۔ اصل رشتہ تو وہ ہوگا جو اب پکا ہوگا۔۔۔۔۔ خیر پھر انھوں نے جبراً مسکرا کر ارتضیٰ سے مصافحہ کیا۔۔۔ اور سنگل صوفے پر جا بیٹھے۔۔۔

کچھ دیر حال چال پوچھنے اور چند اک کام کے حوالے سے بات کرنے کے بعد وہ چاروں اٹھ کر میٹنگ روم کی جانب بڑھ گئے ارتضیٰ کو موصول ہوئے سارے پھول اسنے اپنے گارڈز سے گاڑی میں رکھوا دئے تھے۔۔۔

دوپہر کے دو بج رہے تھے اور عمیر دھوپ میں جلتا گڑتا گاڑی کے بونٹ پر ٹیک لگائے کھڑا پانچوں لڑکیوں کا انتظار کر رہا تھا عقل بند انسان نے یہ سوچنا گوارہ نہیں کیا کہ گاڑی

کے اندر بیٹھ کر بھی انتظار کیا جا سکتا ہے۔۔ خیر ماریا تو گاڑی میں بیٹھنے کے بعد واپس نکل کر اندر چلی گئی تھی کہ اسکی دوست کے پاس اسکے کچھ ضروری نوٹس رہ گئے تھے۔۔

"کیا یار کیا مصیب ہے یہ۔۔ پتا نہیں کہاں رہ گئیں ہیں ساری اک تو اتنی دھوپ میں میرا خوبصورت رنگ جل رہا ہے اور رنگ کو دیکھ دیکھ کر میرا خون بھی جل رہا ہے۔۔"

عمیر غصے سے منہ کے عجیب و غریب زاویہ بناتے گاڑی کے شیشے میں اپنے منہ کا معائنہ کر رہا تھا کہ کسی کے گلا کھنکارنے کی آواز پر چونک کر پیچھے دیکھا۔۔

ارحاکھڑی ہونقوں کی طرح اسکو دیکھ رہی تھی۔۔

یقیناً اسنے عمیر کی باتیں سن لیں تھیں۔۔

(ارے یار کہیں اسنے سن تو نہیں لیا..شٹ۔۔!پاگل سمجھ رہی ہوگی مجھے۔۔؛ کیسے دیکھ

رہی ہے۔۔ کیا کروں ن ن۔۔۔۔)

عمیر دل ہی دل میں سوچتے مسکرانے کی ناکام سی کوشش کر رہا تھا۔۔

"آپ اکیلے کیسے آگئیں۔۔؟"

اسکے سوال پر ارحانے اسے ایسے دیکھا کہ وہ بیچارہ گڑبڑا کر سیدھا کھڑا ہوا۔۔ پہلی بار اس لڑکی سے بات کر رہا تھا الفاظ ساتھ نہیں دے رہے تھے۔۔۔۔

"نہیں وہ میرا مطلب ہے باقی سب کہاں رہ گئیں ہیں میں کب سے سب کا ویٹ کر رہا ہوں آپ کے ساتھ کیوں نہیں آئیں۔۔"

عمیر نے اپنے جملے کی تصحیح کی کہ معاً کچھ غلط ہی نہ سمجھ لے وہ۔۔۔

"میری کلاسز ان سب سے مختلف ہوتی ہیں مجھے نہیں معلوم وہ سب کہاں ہیں میں تو ٹائم پر ہی واپس آئی ہوں آپکی ہدایت کے مطابق۔۔۔"

ارحانے ہلکی آواز میں اسے جواب دیا تو عمیر نے ایسے مسمرائیز ہو کر گردن اثبات میں ہلائی کہ اگر کوئی اور اسے دیکھ لے تو اس پر کسی پاگل کا گمان ہو۔۔۔۔

پھر اسنے واپس گاڑی کے بونٹ سے ٹیک لگائی اور پھر لبوں پر ایک دلفریب مسکراہٹ سجائے گویا ہوا۔۔

"محترمہ کیا آپ سب کی ہدایات پر اسی طرح غور فرما کر ان پر عمل کرتی ہیں یا مجھ پر کچھ خاص توجہ فرمائی تھی۔۔؟"

اسکے اس طرح کہنے پر ارجا مسکرائی تھی۔۔(مگر مسکراہٹ ساری اک طرح کی تو نہیں ہوتیں ہیں۔۔)

اسکی مسکراہٹ بھی کچھ طنزیہ لگ رہی تھی یوں جیسے وہ بڑی مشکل سے خود پر جبر کر رہی ہو۔۔۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے میں بالکل سہی وقت پر آئی ہوں آپ نہ بھی کہتے تب بھی ظاہر ہے میں نے آہی جانا تھا کیونکہ یہی آف ٹائمنگ ہے اور وہ سب کہاں رہ گئیں یہ مجھے نہیں معلوم اب آپ پلیز مہربانی کر کے کار اُن لاک کر دیں مجھے اندر بیٹھنا ہے۔۔"

ارحانے اپنی عادت کے برخلاف تفصیل سے اسکی خوش فہمی پر پانی ڈال دیا۔۔۔

عمیر کی مسکراہٹ لمحوں میں غائب ہوئی اور پھر اسنے گاڑی کا دروازہ کھولا ارحاندر بیٹھی ہی تھی کہ ماریا بھی اسی طرف آتی دکھائی دی۔۔۔

"کہاں رہ گئیں سب مجھے لگا اب تک آچکی ہوگی۔۔۔"

ماریا نے اندر بیٹھتے گاڑی کا دروازہ بند کرتے ہوئے ارحا سے استفسار کیا جسنے صرف کندھے اچکانے پر اکتفا کیا۔۔۔

پانچ منٹ کے بعد وہ تینوں اب آتی دکھائی دے رہیں تھیں حوریہ کے ہاتھوں میں گول گپے کی پلیٹ تھی مرحا کے ہاتھ میں کولڈ ڈرنک اور زارا لیس کا پیکٹ پکڑے کسی بات پر قہقہہ لگا رہی تھی۔۔۔ عمیر کو تو انکو اس طرح سکون سے کھاتے پیتے دیکھ کر ہی پتنگے لگ گئے۔۔۔ نہیں مطلب وہ پاگل ہے جو کب سے انکا ویٹ کر رہا تھا اور یہ لوگ عیاشیاں کرنے میں مصروف تھیں۔۔۔

گاڑی کے پاس پہنچنے تک حوریہ سارے گول گپے چٹ کر چکی تھی اسکی پلیٹ پاس ہی لگے ڈسٹ بن میں ڈالتی وہ زارا کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر آکر بیٹھ گئی عمیر ان دونوں غصے کے



تاثرات لئے گھور رہا تھا مگر یہاں پروہ کسے تھی وہ دونوں اسکو مکمل نظر انداز کرتیں اب چپس کھانے میں مصروف تھیں مرزا بھی پیچھے کا دروازہ کھولتی ارزا کے برابر میں بیٹھ چکی تھی۔۔۔

"تم لوگوں کو شرم نہیں آتی ہم تم لوگوں کا کب سے انتظار کر رہے تھے اور تم تینوں کھانے پینے میں مصروف تھیں کہا بھی تھا میں نے کہ وقت پر آجانا۔۔"

عمیر کے جلے کٹے انداز میں کہنے پر حوریہ جو زارا کے کان میں کچھ کہنے کے لیے جھک رہی تھی وہیں ٹہر گئی پھر زارا اور حوریہ نے پہلے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر عمیر کی شکل دیکھی۔۔ ارزا اور مرزا اپنی مسکراہٹ چھپانے کی پوری کوشش کر رہیں تھیں۔۔ ماریا ان لوگوں کو اتنی سنجیدگی سے دیکھ رہی تھی کہ جیسے پتا نہیں کیا ہونے والا ہے۔۔۔

اور پھر گاڑی سے قہقہوں کی گونج ابھری حوریہ اور زارا ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارتیں گلہ پھاڑ کر ہنس رہیں تھیں۔۔۔ مرزا اور ارزا ان کے ہنسنے کے انداز پر ہنسنے لگیں

تھیں۔۔۔ اور بس ماریا اور عمیر ان چاروں کو ہونقوں کی طرح دیکھ رہے تھے بھلا اس میں ہنسنے والی کیا بات ہے کوئی لطیفہ تو نہیں سنایا اسنے۔۔۔

"پلیز عمیر بھائی آپ یہ عورتوں کی طرح ہاتھ نچا نچا کر شکایات کرنا چھوڑ دیں ورنہ آگے آنے والے وقتوں میں آپ دنیا کے مشہور جوکرز میں سے ایک ہونگے۔۔"

حوریہ نے ہنستے ہوئے جواب دیا تو عمیر کلس کر رہا گیا مطلب یہاں وہ ان پر غصہ کر رہا تھا اور یہ کیا بول رہی تھی۔۔ ماریا نے بھی سیٹ سے پشت ٹکالی کہ کن نفسیاتوں میں پھس گئی تھی وہ۔۔۔

"اور یہاں سے زرا آگے ایک بیکری ہے وہاں چل لیں میں نے بھائی کے لیے کیک لینا ہے۔۔ کیونکہ بنانا تو میرے بس میں نہیں ہے۔۔ جو پریکٹس میں بنایا تھا اس بیچارے کا خطرناک حال مجھے اب تک یاد ہے۔۔"

حوریہ اسکو حکم دیتی واپس زارا سے باتوں میں مشغول ہو گئی۔۔ اور عمیر بیچارہ بس مسکینوں والی شکل ہی بناتا رہ گیا تھا اسکا کام تھا ان تینوں کو زچ کرنا اور آج یہ تینوں اسکو بھگو بھگو کر مار رہیں تھیں۔۔ کیا وقت آگیا ہے وہ بس سوچ سکا اور اب بس اس کے مصنوعی آنسو صاف

کرنے کی قصر رہ گئی تھی پھر اللہ اللہ کرتے اسنے گاڑی سٹارٹ کی اور آگے بڑھالے گیا

---

میٹنگ روم سے باہر نکلتے زاہد خان ارتضیٰ کا شکریہ ادا کرنے لگے کہ اسکی وجہ سے بہت سے نیو آئیڈیاز ملے تھے اور بہت آسانی بھی ہوئی تھی اسنے مسکرا کر سر کو خم کیا پھر اسلم خان کے گلے لگا۔

"بھئی اب تو ہمارا شیر پاکستان میں ہی ہے انشاء اللہ ملاقات ہوتی رہے گی اور میرے بیٹے کا اسی ہفتے میں نکاح بھی ہے۔۔ ارتضیٰ تم میرے خاص مہمان ہو تم نے ضرور آنا ہے اور بس کوئی بہانہ نہیں چلے گا۔۔۔"

اسلم صاحب نے اسے خوش دلی سے دعوت دی اور ساتھ لازماً آنے کی تنبیہ کرنا نہیں بھولے تھے۔۔ بڑوں کا رعب۔۔ یونو۔۔!

انکی بات پر فرقان صاحب نے اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ لیں چہرہ لال ہونے لگا تھا مگر صبر کرنا مجبوری تھی۔۔۔

"جی ضرور میں پوری کوشش کروں گا اب مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے اجازت ہے۔۔"

ارتضیٰ مسکراتے ہوئے ان سے گویا ہوا اور پھر چند الوداعی کلمات کہتا باہر کی جانب بڑھ گیا اسکا خاص سیکریٹری بُراک اسکے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔۔۔

"بُراک میں نے تمہیں کل جو ایک شخص کے بارے میں ساری ڈیٹیلز نکالنے کا کہا تھا اسکا کیا بنا۔۔"

اسنے سنجیدگی سے استفسار کرتے سیاہ چشمہ اپنی آنکھوں پر چڑھایا۔۔

"جی سر میں کل سے اسی کام میں لگا ہوا ہوں انشاء اللہ میں دو تین دن تک آپکو انفارمیشن دے دوں گا یہ بہت مشکل کام ہے اس شخص کا کافی سالوں سے کوئی اتا پتا نہیں ہے۔۔"

اسنے تفصیل سے جواب دیا تو ارتضیٰ نے بس گردن اثبات میں ہلانے پر اکتفا کیا۔۔۔ اور گاڑی کی پچھلی نشست پر جا بیٹھا بُراک بھی بھاگتا ہوا ڈرائیور کے برابر میں جا بیٹھا۔۔۔ دیکھتے ہی دیکھتے گاڑی زن سے آگے کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

جاری ہے

